© rasailojaraid.com

پھر آپ دیکھیں گی کہ ساری جھنجھلاہٹ یک طرفہ ہو کر رہ جائے گی اور اس میں وہ شدت اور زور باقی نہیں رہے گا جو ہمیشہ ہمیشہ کے تعلقات کو خراب کر دے۔ آپ خیال کرتی ہوں گی کہ شاید یہ شوہر سے دب کر رہنا ہو۔ لیکن نہیں یہ مصالحت کی کامیاب ترین زندگی ہے ہر جذباتی معاملے میں شوہر کو جب یکساں روش کا سامنا کرنا پڑے گا تو وہ خود اپنی حالت پر نظر ثانی کرنے کے لیے مجبور ہو گا اور اس کا برتاؤ اس نوعیت کے مقابلے میں یقیناً مختلف ہو گا جبکہ آپ مدمقابل بن کر آئیں گی۔

ساری کتاب اسی قسم کی حکیمانہ باتوں سے بھری ہوئی ہے

فلسفۂ انقلاب | تالیف: جمال عبدالناصر صاحب۔ ترجمہ، دیباچہ و تذکرہ: اسمار رشید ایم، اے۔ شائع کردہ: اردو اکیڈمی سندھ۔ کراچی۔ قیمت تین روپے۔

زیر نظر کتاب "انقلابات" کا کوئی فلسفیانہ تجزیہ نہیں بلکہ ایک آمر کے ذاتی تجربات کی داستان ہے۔ اس میں سیاسی جوڑ توڑ، قتل و غارت کے منصوبے تو بکثرت ملتے ہیں لیکن تفکر کی گہرائی یکسر مفقود ہے۔ یہ درحقیقت قوت و طاقت کے پرستار کے تاثرات ہیں۔ یہ کتاب ہٹلر کی مشہور کتاب "میری جدوجہد" کا چربہ ہے اور اس کا ایک ایک حرف اسی جارحانہ قوم پرستی کی غمازی کرتا ہے جس کی جھلک ہمیں جرمنی کے آمر کی تحریر میں نظر آتی ہے۔

دیباچہ میں مترجمہ نے جمال ناصر کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ کافی حد تک محل نظر ہیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ ناصر نے برسر اقتدار آنے کے بعد اپنے دشمنوں سے انتقام نہیں لیا بالکل غلط ہے ناصر صاحب کی خدمات جو کچھ بھی ہوں لیکن انہوں نے اخوان المسلمین جیسی دینی تحریک کو جس ظلم و تشدد کے ساتھ دبایا ہے اور اس کے مخلص کارکنوں پر جس قسم کے مظالم ڈھائے ہیں انہیں انسانیت کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ محض خلوص اور قوم اور وطن سے محبت اور اس کی خدمت کا سچا جذبہ کبھی بھی قوموں کو کامرانی کی راہ پر نہیں لگا سکتا۔

مصری ایک آزاد اور طاقتور مصر کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ یہ خواب بڑا مبارک ہے اور خدا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرے کہ یہ جلد از جلد شرمندۂ تعبیر ہو، لیکن کیا یہ خواب فراعنہ کے بت تعمیر کرنے اور صرف جوش و خروش دکھلانے سے پورا ہو سکتا ہے ؟

فاضل مصنف نے فلسفۂ زمان و مکان کے تحت جو کچھ کہا ہے وہ بھی بالکل غلط ہے مثلاً وہ یہ فرماتے ہیں :-

"آج ہم اس بات پر قادر نہیں کہ دسویں صدی میں لوٹ جائیں، اور وہ لبادے اوڑھ لیں جو ہماری نظروں کو عجیب و غریب اور مضحکہ خیز معلوم ہوتے ہیں یا اس دور کے افکار و نظریات میں کھوئے رہیں" ص ۱۳۵

یہ نظریہ بڑا گمراہ کن ہے۔ آج اگر دنیائے مغرب روم و یونان کی مادی تہذیب کو بڑی خوبی کے ساتھ اپنا سکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلم قوم اسلامی نظام کی تجدید کرنے میں ناکام رہیں۔

اس کتاب کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عربیت کا احساس ناصر صاحب کے دل و دماغ میں بالکل شروع ہی سے گہری جڑیں پکڑ چکا تھا اور اسی شعور نے غلط رُخ اختیار کر کے ان کے اندر جارحانہ قوم پرستی کی صورت اختیار کی۔

انہوں نے قومی قوت کے عناصر کا تجزیہ کرتے ہوئے جن تین سرچشموں کا ذکر کیا ہے اُن میں ایک روحانی رشتوں کی مضبوطی بھی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ قوت و طاقت کے اس اتھاہ اور لازوال خزانے سے ناصر صاحب کہاں تک فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ کتاب کا ترجمہ عمدہ اور رواں ہے۔

مولانا مودودی اور تصوف | از مولانا شیخ احمد صاحب۔ ناشر اسلامک پبلیکیشنز (؟) مسجد چوک حیدرآباد دکن

اس فاضلانہ مقالہ میں مولانا شیخ احمد صاحب نے تصوف کی حقیقت بیان کی ہے اور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حقیقی تصوف "تزکیہ نفس" کے سوا کچھ بھی نہیں۔ مولانا مودودی اس تصوف کے سچے داعی اور مخلص فدائی ہیں۔ ان کا مشن یہی ہے کہ مسلمان تعلق باللہ سے صحیح طور پر لذت آشنا ہوں۔

© rasailojaraid.com